نقد و نظر

(محترم ریاض الحسن نوری۔ لاہور)

اشتراکی مغالطے اور اُن کا دفعیہ (۱)

تنقیدی و تحقیقی جائزہ

چند سال قبل پنڈی میں مسلمانوں کی ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس میں دیگر اہل علم و فضل حضرات کے علاوہ یاد ش بخیر جناب مسعود صاحب نے بھی جو اس وقت محکمۂ اوقاف کے ناظم اعلیٰ تھے، ایک مقالہ پڑھا تھا۔ مسعود صاحب کے معتقدات ڈھکے چھپے نہیں، وہ اشتراکی ذہن کے حامل اور تجدد پسند ہیں۔ کئی سال ہوتے ہیں انہوں نے لاہور میں پہلی مرتبہ اردو زبان میں نماز عید پڑھا کر اپنے مزاج کا نمایاں اظہار کر دیا تھا۔ اس کے بعد بھی مختلف اوقات میں نظامتِ اوقاف کی کرسی پر بیٹھ کر وہ اپنے اشتراکی اور تجدد پسند خیالات کا اظہار کرتے آئے ہیں۔ جس زمانے میں پنڈی میں محولہ بالا کانفرنس ہوئی اس وقت جناب مسعود صاحب کا ستارہ اوجِ ثریا پر تھا، اوقاف کے سیاہ و سفید کے وہ مالک تھے، ان کے سامنے کسی کو یارائے دم زدنی نہ تھا، انہوں نے اپنا یہ مقالہ بھی وہاں منصبی تحکم سے پڑھنے کی کوشش کی جس میں نام قرآن کا تھا لیکن اس میں کارفرما روح مارکس کی تھی، وہاں موجود علمائے و فضلائے نے اسی وقت ان کے خیالات سے بیزاری کا اظہار کر دیا تھا اور ان کے مقالے کے غبارے کی ساری ہوا نکال کر رکھ دی تھی۔ بعد میں یہ مقالہ روزنامہ مشرق لاہور میں بالاقساط (۱۹ تا ۲۲، فروری ۱۹۶۸ء) شائع ہوا تھا۔ اس مقالے پر اگرچہ کانفرنس میں جزوی تنقید ہو چکی ہے لیکن اس پورے مقالے پر تنقید اور اس میں کارفرما مغالطات کی پوری توضیح کی بڑی ضرورت ہے جس پر ابھی تک کسی صاحب علم نے قلم نہیں اُٹھایا ہے۔ میں نے اپنے اس مضمون میں اسی مقالے کا ایک تنقیدی جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔

مسعود صاحب ملکیت زمین کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مسلمانوں نے اپنی پوری تاریخ میں اس سلسلہ میں قرآن کے
اصولوں پر عمل نہیں کیا، سرمایہ دار طبقے نے قرآن کی جان بوجھ کر ایسی تشریح
کی جو ان کے مفادات کے مطابق تھی اور ان کی لوٹ کھسوٹ میں حائل نہ
ہو سکتی تھی جو پیغمبر اسلام کے وصال کے فوراً بعد شروع ہو گئی تھی۔" (۱)

(روزنامہ مشرق لاہور، مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۶۸ء)

یہاں ابتدا ہی میں مسعود صاحب نے اپنی اُس ذہنیت کا مظاہرہ کر دیا ہے جو ایسے تجدد پسند حضرات میں عام طور پر پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو ہی عقل کل سمجھتے ہیں اور اپنے مقابلے میں تاریخ اسلام کے تمام مشاہیر علماء و فقہاء کو یا تو نادان سمجھتے ہیں یا انہیں سرمایہ داروں اور بادشاہوں کا آلۂ کار۔ یہاں مسعود صاحب نے ایک قدم اور بڑھ کر اپنی ناوک افگنی کے لئے تاریخ اسلام کے بالکل ابتدائی دَور کو چن لیا ہے یعنی خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام کا دَور۔ ظاہر ہے کہ مسعود صاحب جب یہ لکھتے ہیں کہ " سرمایہ دارانہ لوٹ کھسوٹ پیغمبرِ اسلام کے وصال کے فوراً بعد شروع ہو گئی تھی، تو اس کی زد میں خلفائے راشدین سمیت تمام افراد آجاتے ہیں۔ اسی طرح قرآن کی غلط تشریح کے جرم کے بھی یہی حضراتِ صحابہ مرتکب قرار پاتے ہیں جو قرآن کے اوّلین حامل تھے۔ سوال یہ ہے کہ جب وہی قرآن کو نہ سمجھ سکے جن کے سامنے قرآن اُترا، جن کی زبان عربی تھی اور جو براہِ راست اُس ذات سے فیض یافتہ تھے جو ذاتِ وحی و رسالت کی امین تھی تو پھر قرآن کو اور کون سمجھ سکتا ہے؟ پھر اردو، انگریزی کی چند کتابیں پڑھنے والے سرکاری سی ایس پی افسران کا دعوائے قرآن فہمی کہاں تک قابل قبول ہے؟ مزید برآں صحابۂ کرام سمیت تمام مسلمانوں پر یہ الزام کہ انہوں نے اپنی پوری تاریخ میں اس سلسلے میں قرآن پر عمل نہیں کیا، انتہائی تعجب انگیز ہے۔ اس سے زیادہ صحابۂ کرام کی اور مسلمانوں کی توہین اور

لہ مسعود صاحب کی اس قسط کی سرخی یہ ہے "زمین کے تمام وسائل سب انسانوں کی مشترکہ املاک ہیں" اس سرخی سے صاف ظاہر ہے کہ مسعود صاحب، کسی کاشت کار کو مالک سمجھنے کو تیار نہیں اور صرف یہ چاہتے ہیں کہ تمام زمین حکومت کی ملکیت قرار دی جائے جو مارکس کا قول ہے اور فرعون کا عمل ہے۔

کیا ہو سکتی ہے؟ اگر یہ دعویٰ صحیح ہے تو پھر صاف الفاظ میں کہنا چاہئے کہ اسلام سرے سے قابلِ عمل مذہب ہی نہیں ہے، جب قرآن پر اس وقت بھی عمل نہیں کیا گیا جب مسلمان دنیا میں حکمران تھے، صحابہ کرامؓ کے ہاتھ میں زمامِ اقتدار تھی اور ان کی تہذیب وثقافت روز افزوں وسعت پذیر تھی تو پھر قرآن پر عمل کرنا ممکن ہی کہاں ہے؟ عجیب ستم ظریفی ہے کہ یہ لوگ اپنے معتقدات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے خود اسلام اور قرآن کو بھی ناقابلِ عمل دکھلا کر مذہب سے لوگوں کو بیزار کر رہے ہیں، علاوہ ازیں یہ نکتہ بھی حل طلب ہے کہ جن سرمایہ داروں نے جان بوجھ کر اپنے مفادات کے مطابق قرآن کی تشریح کی، اس سے کون مراد ہیں؟ وہ نرے "سرمایہ دار" تھے یا قرآن کے اسرار ورموز سے بھی آشنا تھے، اور تاریخِ اسلام میں کچھ غیر سرمایہ دار قرآن کے عالم بھی ہوئے ہیں یا نہیں؟ یا پوری تاریخ میں سب علماء "سرمایہ دار" ہی گزرے ہیں کہ کسی نے بھی ان سرمایہ داروں کا پول نہیں کھولا؟ اور یہ سعادت ۱۴سو سال بعد جناب مسعود بھگوان کو ہی حاصل ہوئی؟ کیا عجیب بات ہے کہ ان لوگوں کو یہ بھی علم نہیں کہ ہماری زبان وقلم سے کیا نکل رہا ہے اور اس کا مفہوم ومعنی کیا ہے؟

اسی مسئلہ زمین پر گفتگو کرتے ہوئے جناب مسعود صاحب فرماتے ہیں:

"کوئی شخص زمین پر قطعی حقِ ملکیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے پٹہ پر دے سکتا ہے۔ قرآن ہمیں زمین سے اپنا رزق حاصل کرنے کا حق دیتا ہے اس لئے جو شخص بھی زمین کو اپنی محنت سے کاشت لاتا ہے، وہی اس وقت اس کا مالک ہوتا ہے جب تک وہ اس پر کاشت کرتا ہے۔ قرآن[1] کا ارشاد اس معاملہ میں بالکل واضح ہے کہ (مملکت کے ٹیکس ادا کرنے کے بعد) جو کچھ مرد وزن حاصل کریں وہ ان کا ہے۔" (حوالۂ مذکور)

---

[1] گویا اگر کوئی کسان، بیوی بچے چھوڑ کر مر جائے جو خود کاشت نہ کر سکتے ہوں تو اس زمین کی ملکیت ساقط ہو جائیگی پھر زمین ایسے لوگوں کو دیدی جائیگی جو خود کاشت کر سکتے ہوں اور بیوہ اور یتیموں کو جو شرعاً زمین کے مالک تھے صدقہ خیرات پر گذارہ کرنے پر مجبور کر دیا جائیگا، حالانکہ بیوہ اور یتیم سے زمین کو پٹہ پر دینے کا حق چھیننا ظلم عظیم ہے جو کسی مذہب میں روا نہیں۔

اس بیان میں مسعود صاحب نے کاشت کار کے لئے بھی حق ملکیت کی نفی کر دی ہے اور ائمہ اسلام کے اس مسلک کی بھی کہ زمین بٹائی پر دی جا سکتی ہے۔ مسعود صاحب نے دراصل مارکس کے مینی فیسٹو (صفحہ ۳۱) کا اصول کہ کاشت کاروں کا زمین پر حقِ ملکیت ختم کر دیا جائے گا۔ اور سب زمین حکومت کی ملکیت ہوگی" (Abolition of Property in land) کو قرآن پر منطبق کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ دراں حالیکہ یہ نظریہ خود اس ملک میں بھی پوری طرح بروئے کار نہیں آسکا ہے جو پچاس سال سے اشتراکیت کی تجربہ گاہ ہے۔ وہاں (روس میں) بھی کچھ کاشت کاروں کو اپنے مکانوں کے پاس تھوڑی سی زمین پر پرائیویٹ کاشت کی اجازت ہے۔ یہ کاشت اس کے علاوہ ہوتی ہے جو وہ اجتماعی فارموں پر کرتے ہیں، مکانوں اور زمینوں کو فروخت کرنا یا پٹہ پر دینے کی اجازت روس میں آج بھی موجود ہے بلکہ یہ کام مالک کسی کو مختار نامہ دے کر اس کے ذریعے سے بھی کرا سکتا ہے[1] یہی نہیں بلکہ کسانوں کا کافی کشت و خون کروانے اور روس میں قحط کا سبب بننے کے بعد آخر کار خود لینن نے جو نئی اقتصادی پالیسی (New economic Policy) وضع کی تھی اسمیں زمین کو پٹہ پر دینے اور مزدور ملازم رکھ کر کاشت کرانے دونوں چیزوں کی اجازت دے دی گئی تھی[2] ابھی تک روس میں مینی فیسٹو پر مکمل طور پر عمل نہیں ہو سکا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے اشتراکی حضرات لینن سے بھی زیادہ متشدد، کمیونسٹ اور کٹر مارکسی ہیں۔ ع۔ سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا

(1) P. 21, 50 Personal Property in the U.S.S.R Progress Publishers Moscaw.

(2) P. 110, A short History of the U.S.S.R Progress Publishers Moscow. 1965

اس کے خاص الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

Under the new laws the peasants could lease their land and hire labour.

اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے نام لیتے ہیں قرآن کا اور اسلام کا، حالانکہ قرآن کو یہ لوگ جس حد تک مانتے ہیں اس کا اندازہ آپ ان خط کشیدہ الفاظ سے بآسانی لگا سکتے ہیں جو قرآن کی آیات کے نام سے مذکورہ اقتباس میں موجود ہے جس میں صریح طور پر قرآن کی معنوی تحریف کی گئی ہے۔

قرآن کی معنوی تحریف

دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا

آیئے اب ہم اس تحریف پر روشنی ڈالتے ہیں جو مذکورہ خط کشیدہ الفاظ میں قرآن کی آیت کے ترجمہ میں کی گئی ہے جو خط کشیدہ الفاظ دوبارہ یہاں نقل کئے جاتے ہیں، مسعود صاحب فرماتے ہیں "قرآن کا ارشاد اس معاملہ میں واضح ہے کہ :۔

"(مملکت کے ٹیکس ادا کرنے کے بعد) جو کچھ مرد و زن حاصل کریں وہ ان کا ہے۔" (حوالہ مذکور)

یہ کس آیت کا ترجمہ ہے، اس کا حوالہ نہیں دیا گیا تاکہ تحریفِ مطالب میں آسانی رہے، قرآن میں لفظی تحریف تو ممکن نہیں، اس لئے قرآن میں تحریف کرنے والے فقیہانِ بے توفیق یا تو قرآن کے اصل الفاظ لکھنے سے اعراض کرتے ہیں یا آیت کو سیاق و سباق سے کاٹ کر پیش کرتے ہیں، یہاں جناب مسعود صاحب نے دونوں ہی ترکیبوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔ ہم یہاں وہ پوری آیت مع سیاق و سباق کے ذکر کرتے ہیں جو جناب مسعود صاحب کے پیشِ نظر ہے۔ پھر اس آیت کے مفہوم کی وضاحت کے لئے ہم چند علماء و مفسرین کی آرا پیش کریں گے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ اس آیت کا اصل مطلب کیا ہے اور مسعود بھگوان کے طنبورے میں سے کیا راگ نکل رہا ہے؟

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

(القرآن المجید پ۵ ع۳۲)

ترجمہ! جن کاموں سے منع کیا جاتا ہے ان میں سے جو بھاری بھاری کام ہیں اگر تم ان سے بچتے رہو تو ہم تمہاری خفیف برائیاں تم سے دور فرما دیں گے، اور ہم تم کو ایک معزز جگہ میں داخل کریں گے اور تم کسی ایسے امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت

بخشی ہے، مردوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی درخواست کیا کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں) (ترجمہ، مولانا تھانویؒ)

مولانا ابوالکلام آزاد مذکورہ آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:۔

"البتہ اللہ نے دنیا میں ہر گروہ کو دوسرے گروہ پر خاص خاص باتوں میں مزیت دی ہے اور ایسی ہی مزیت مردوں کو بھی عورتوں پر ہے، مرد عورتوں کی ضروریاتِ معیشت کے قیام کا ذریعہ ہیں، اس لئے سربراہی و کارفرمائی کا مقام قدرتی طور پر انہی کے لیے ہو گیا۔ عورتیں اس خیال سے دلگیر نہ ہوں کہ وہ مرد نہ ہوئیں اور مردوں کے کام ان کے حصہ میں نہ آئے۔ وہ یقین کریں کہ ان کے لئے عمل و فضیلت کی ساری راہیں کھلی ہوئی ہیں۔

اس کے بعد فرمایا نیک عورتیں وہ ہیں جو اطاعت شعار ہوتی ہیں اور ظاہر و باطن ہر حال میں شوہروں کے مفاد کی حفاظت کرتی ہیں۔"

ہم نے مولانا آزاد کی تشریح اس لئے لکھ دی ہے کیونکہ مسعود صاحب نے اپنے انگریزی کے مضمون میں ان کا حوالہ دیا ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ مسعود صاحب کی تشریح خود ان کے پسندیدہ مفسر کے نزدیک بھی غلط ہے۔

اب ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو چوٹی کے مفسرین صحابہ میں سے ہیں، ان کی تفسیر بیان کرتے ہیں

...... فقال (للرجال نصیب) ثواب (مما اکتسبوا) من الخیر (و للنساء نصیب) ثواب (مما اکتسبن) من الخیر فی بیوتھن۔ [1]

یعنی مردوں کو اس کا ثواب ملے گا جو نیکیاں وہ کمائیں گے۔ اور عورتوں کو ثواب ملے گا ان نیکیوں کا جو وہ اپنے گھروں میں کریں گی۔" [2]

[1] تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ مطبوعہ مصر دیکھئے شرح آیت مذکورہ۔

[2] سیاق سباق سے یہی تفسیر درست ہے، اگرچہ تنویر المقباس کا ابن عباسؓ کی تفسیر ہونا ثابت شدہ نہیں ہے، (ادارہ)

خود آیات کے سیاق و سباق سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہاں کیا گفتگو ہو رہی ہے۔ پہلے کبائر گناہوں کا ذکر ہوا، اس کے بعد صغیرہ کی معافی کا پھر عورتوں اور مردوں کے ثواب کمانے کا ذکر ہوا۔ کہ مرد و عورت میں کچھ وہبی فضائل کی کمی بیشی ضرور ہے جس میں کسب کا کوئی دخل نہیں، جیسے مرد ہونا اور مردمیت کی جو چند خصوصیات ہیں، اس کی خواہش فضول ہے کیونکہ کوئی عورت خواہش اور کوشش سے مرد نہیں بن سکتی، البتہ اعمال نیک کے ثواب میں مرد و عورت یکساں ہیں اور اس میں وہ اپنی ریاضت اور محنت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ثواب کما سکتی ہیں۔ امام رازیؒ نے اس کی دو تشریحات بیان کی ہیں۔ ایک تو یہی کہ اس سے ثوابِ آخرت مُراد ہے اور یہ کہ عورت کو گھر کا کام کاج کرنے، روٹی پکانے اور شوہر کی اطاعت کا بھی ثواب ملتا ہے۔

دوسری تشریح یہ کی ہے کہ اس کا مطلب میراث کا وہ حصّہ ہے جو عورتوں اور مردوں کو ملتا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس قول پر اکتساب کے معنی الاصابة اور الاحراز کے ہوں گے[۱] ترجیح بہرحال پہلے قول کو ہے۔

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہاں سرے سے ملکیتِ زمین کا وہ مسئلہ زیر بحث ہی نہیں ہے جو جناب مسعود بھگوان اس سے زبردستی کشید کر رہے ہیں نہ کسی مفسر اور عالمِ دین کے ذہن میں کبھی اس کی وہ تفسیر آتی ہے جو تفسیر اس آیت کی ان صاحب نے کی ہے، جو سراسر تحریف اور دجل و تلبیس ہے لیکن ایسے لوگوں کو اس سے کیا غرض، انہیں تو اپنی مطلب برآری سے غرض ہے چاہے اس کے لئے قرآن ہی کو کیوں نہ مسخ کرنا پڑے۔ ایسے ہی "مجتہدوں" کے پیشِ نظر ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کہا تھا۔

زاہِ آبا رد کہ ایں جمعیت است معنیٔ تقلید ضبطِ ملت است
ز اجتہادِ عالمانِ کم نظر اقتدا بر رفتگاں محفوظ تر ..،
ذوقِ جعفرؒ کاوشِ رازیؒ نماند آبروئے ملتِ تازی نماند

---

[۱] تفسیر امام رازی، صفحہ ۸۲، ۸۳، جلد ۱۰ مطبوعہ مصر ۱۹۳۸ء

تنگ بر ما رہگزار دین شد است ہر لئیمے راز دارِ دیں شد است،

سوال یہ ہوتا ہے کہ مسعود صاحب نے ایسا کیوں کیا؟ جس شخص نے کمیونسٹ مینی فیسٹو پڑھا ہو اور اینجلز کی کتاب Origin of the Family Private Property and the State پڑھی ہے وہ فوراً یہ سمجھ لے گا کہ یہ صرف کمیونسٹ نظریات کے فروغ و اشاعت کے لئے کیا گیا ہے، مارکس کے خیالات بیان کرنے کے لئے قرآن کی معنوی تحریف کی گئی ہے۔ مارکس ہی کو حکومت کے ناجائز ٹیکسوں کا سب سے زیادہ خیال رہتا ہے اور وہی یہ خیال کرتا ہے کہ تمام زمین اور کارخانے حکومت کی ملکیت ہونے چاہئیں۔ کمیونسٹ ہی نہیں بلکہ مشہور سوشلسٹ OWEN جسکو انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا اور برٹرینڈرسل سوشلزم کا بانی قرار دیتے ہیں۔ وہ بھی شادی کا سخت مخالف تھا، کیونکہ اس کے نزدیک شادی بھی ذاتی ملکیت کی ایک قسم تھی، اس نے نہ صرف خاندانی نظام اور شادی کی سخت الفاظ میں مخالفت کی بلکہ وہ بچوں کے لئے خاندانی ماحول پیدا کرنے کا بھی سخت ترین مخالف تھا۔ [1]

در اصل مارکس کا منشا میکاولی سے ملتا جلتا، بلکہ اس سے بھی شدید تھا یعنی یہ کہ سب چیز حکومت کی ہو اور عوام مرد و زن سب غلاموں کی طرح حکومت کے لئے کام کریں، بچوں پر والدین کا کوئی حق نہ ہو۔ اینجلز لکھتا ہے "عورتوں کی ترقی اور عزت کی پہلی شرط یہ ہے کہ تمام عورتوں کو دوبارہ پبلک انڈسٹری میں کام پر لگایا جائے۔ لیکن اس کے لئے ضروری شرط یہ ہے کہ خاندان کا بطور اقتصادی یونٹ کے خاتمہ کر دیا جائے"۔ [2]

کیونکہ مسعود صاحب کے دماغ میں اینجلز اور مارکس کی یہ بات بسی ہوئی ہے کہ تمام عورتوں اور مردوں کو بلا استثنا پبلک انڈسٹری ہی میں لگا دیا جائے اور عورت اپنی روزی کمائے اور مرد اپنی کمائے۔ اور اس وجہ سے جب انہوں نے قرآن کریم میں مندرجہ بالا آیت پڑھی تو انہوں نے فوراً اس آیت کی تحریف

(1) P. 168 Legitanacy versus Industrialism by Burtrand Russell.

(2) P. 122. The origin of the Family, Private Property and the State by F. Engils. Sixth impression.

معنوی کرکے مارکس کے خیالات کو قرآن کے نام سے پیش کر دیا، تاکہ ان کی "مسلمانی" بھی قائم رہے یا کم از کم عوام میں ان کے متعلق یہ تاثر نہ پھیلے کہ وہ مارکسی خیالات کے حامی ہیں۔ اسے کہتے ہیں سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ ع رند کے رند رہے اور ہاتھ سے جنت بھی نہ گئی۔

آگے جاکر مسعود صاحب نے پھر یہ قرآنی الفاظ لیس للإنسان الا ما سعی لکھے ہیں اور اس آیت کے بھی پہلے الفاظ اُڑا دیئے ہیں تاکہ اپنی مرضی کے معنی پہنائے جاسکیں۔ مزید یہ کہ سیاق و سباق سے علیحدہ کرکے اس کی معنوی تحریف بھی کی ہے۔ اصل عبارت اور ترجمہ یوں ہے:۔

أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۝ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۝ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ۝ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ ۝

ترجمہ:۔ کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے اُوپر نہیں لے سکتا اور یہ کہ انسان کو (ایمان کے بارے میں) صرف اپنی ہی کمائی ملے گی (یعنی کسی دوسرے کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا) اور یہ کہ انسان کی سعی بہت جلد دیکھی جائے گی پھر اسکو پورا بدلہ دیا جائے گا۔

(ملاحظہ ہو ترجمہ و مختصر تفسیر مولانا اشرف علی مطبوعہ تاج کمپنی)

مندرجہ بالا آیات کی یہ تشریح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے لے کر اب تک کے سب مفسرین کرتے آرہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر الگ سے چھپ گئی اور دیکھی جاسکتی ہے اس میں صرف قیامت کا ذکر ہے[۱]۔ اگر مسعود صاحب کی یہ بات مان لی جائے کہ لیس للانسان الا ما سعی دنیا کے لئے ہے تو وراثت کی تمام آیات اور احکام کی تنسیخ لازم آتی ہے۔

۱۔ تفسیر ابن عباسؓ کے الفاظ یہ ہیں:۔

(وان لیس للانسان) یوم القیامۃ (الا ما سعی) الا ما عمل من الخیر والشر فی الدنیا۔

ترجمہ:۔ (اور بے شک انسان کے لئے نہیں) روز قیامت کے (سوائے اس کی کوشش کے) سوائے جو اچھا بُرا عمل دُنیا میں اس نے کیا۔ (صفحہ ۳۳۲ تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباسؓ، مطبوعہ مصر ۱۹۵۱ء)

اگر مسعود صاحب کی یہ بات مان لی جائے کہ لیس للانسان الا ما سعی دُنیا کے لیئے ہے تو وراثت کی تمام آیات اور احکام کی تنسیخ لازم آتی ہے، کیونکہ ایک شخص کو والدین یا دیگر رشتہ داروں سے وراثت میں جو حصہ ملتا ہے اس میں وراثت پانے والے کی کوشش کو کچھ دخل نہیں ہوتا، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی کا دُور کا رشتہ دار غیر ممالک میں لاولد بہت سی جائیداد چھوڑ کر مرجاتا ہے اور وہ اس کے کسی ایسے رشتہ دار کو مِل جاتی ہے۔ جس کو اس نے تمام عمر بھی نہیں دیکھا ہوتا۔ کسی قسم کی سعی کا بھلا کیا ذکر۔ ایسے واقعات نادر نہیں۔

دراصل یہ سب کمیونسٹ مینی فیسٹو صفحہ ۳، شرط نمبر ۳ کی وجہ سے کہا جاتا ہے جس میں لکھا ہے (Abolition of all rights of inheritance) یعنی وراثت کے تمام حقوق کا خاتمہ،

اس شرط پر مکمل طور پر روس میں بھی آج تک عمل نہیں ہو سکا لیکن پاکستان کے کمیونسٹ ابھی سے ایسی باتیں کر رہے ہیں کہ آئندہ کے لئے وراثت کے کل حقوق کو ختم کیا جائے[1] اور تمام ترکہ حکومت لے لیا کرے۔

اگر مسعود صاحب کی تفسیر کو تسلیم کر لیا جائے تو اسلامی فقہ کے بہت سے قوانین کالعدم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص کو اچانک دفینہ مِل جاتا ہے تو شریعت کی رو سے اس کا پانچواں حصہ حکومت کو دینے کے بعد سارا مال اس شخص کو مِل جائے گا۔ حالانکہ یہ مال اس کو بغیر سعی کے مِلا۔

اس دنیا پر یہ آیت تو پُوری اُترتی ہی نہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ سعی خاوند کرتا ہے اور فائدہ اس کے بیوی بچے اُٹھاتے ہیں۔ ایک گھر میں صرف خاوند کی سعی سے اِتنی دولت آجاتی ہے کہ بیوی سارا دن آرام کرتی ہے اور خوب عیش میں گذارتی ہے۔ دوسرے گھر خاوند بیوی دونوں مِل کر کماتے ہیں لیکن پہلے گھر کی نسبت بہت کم آمدن رکھتے ہیں اور وہ فراغت میسّر نہیں ہوتی۔

---

[1] اس کے لیئے دلیل یہ دی جاتی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مال میں وراثت نہیں چلی تو دوسرں کے مال میں بھی نہ چلنی چاہیئے۔ جب نبی کا کوئی وارث نہیں تو افضل بات یہی ہے کہ دوسرے کسی شخص کا بھی وارث قرار نہ دیا جائے۔

اصل میں اللہ تعالیٰ اس آیت میں یہ فرما رہے ہیں کہ اس دنیا میں تو ایسا ہوتا ہے کہ باپ کی محنت کا پھل بیٹے کو ملے اور بیٹے کی کوشش سے باپ کو آرام پہنچے۔ لیکن آخرت میں ایسا نہ ہو سکے گا۔ اس دنیا میں ایک نیک انسان اپنے کافر بیٹے کو بھی آرام سے رکھ سکتا ہے کھلا پلا سکتا ہے۔ لیکن قیامت کو ایک پیغمبر اپنے کافر بیٹے کو کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔ نہ خاوند کی کوشش کا فائدہ بیوی کو پہنچ سکتا ہے وہاں ہر شخص کے ذاتی اعمال کام آئیں گے۔ نہ کسی کی نیکی کا انعام غیر کو دیا جائے گا۔ نہ کسی کی خطا پر دوسرے کو پکڑا جائیگا۔

مسعود صاحب کی قرآن میں معنوی تحریف ایک شرمناک فعل ہے۔ یہودی کتاب اللہ میں تحریف کیا کرتے تھے۔ ان کے متعلق ہی قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ۔ (الآیۃ) (۶-۱۳)

ترجمہ:۔ صرف ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ہم نے ان کے قلوب کو سخت کر دیا۔ وہ لوگ کلام کو اس کے مواقع سے بدلتے ہیں اور وہ لوگ جو کچھ ان کو نصیحت کی گئی تھی اس میں سے ایک بڑا حصہ فوت کر بیٹھے۔ اور آپ کو آئے دن کسی نہ کسی نئی خیانت کی اطلاع ہوتی رہیگی جو ان سے صادر ہوتی ہے۔" (۱۳-۷) الخ۔

(مسلسل)

توجہ فرمائیں!

جن احباب کو "محدث" کی ترسیل دسمبر ۱۹۷۰ء کے بعد شروع ہوئی ہے اور ابتدائی ایک یا دو شمارے نہیں پہنچے وہ دفتر کو اطلاع دیکر یہ رسالے حاصل کر لیں تاکہ انکے پاس "محدث" کی جلد مکمل رہے۔

ابتدا سے خریداری کا حساب رکھنے کیوجہ کچھ ہماری دفتری مجبوریاں بھی ہیں۔